فیضانِ خلافت

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

{وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ}

(سورۃ النور: ۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس پیاری جماعت کو کبھی ناشکر گزاروں میں سے نہ بنائے

ایک حدیث ہے۔حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذارساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبلؒ جلد۴ صفحہ ۲۷۳ بروایت حذیفہ بن یمان)

اللہ کرے کہ یہ نعمت تاقیامت قائم رہے۔خداتعالیٰ اپنے فضل کا ہاتھ کبھی جماعت پر سے نہ اُٹھائے۔یہ جماعت ہمیشہ شکر گزاروں اور دعائیں کرنے والوں کی جماعت بنی رہے۔اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحمت کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے"۔

(الحکم ۱۴/اپریل ۱۹۰۸،ملفوظات جلد۵ص۵۲۴-۵۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-"اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کردیوے۔۔۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔۔۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔۔۔ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گاجس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اوربہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ۳۰۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصوۃ والسلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:-

یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے {کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ} اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اوراُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کاموقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۶۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴)

اب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔یہ بھی خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کردیا ہے۔پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔

(بدر۔یکم فروری۱۹۱۲ء صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-خلافت کے قیام کامدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہوسکتا، اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی........ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے، کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد وثناء کے گیت گایا کروگے۔یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجے میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں،ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا

نہیں...... پس کامل بھروسہ اور کامل توکّل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا۔زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ .... ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔... حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے۔وہ ایک لازوال پہلو ہے۔وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا، نہ میرے ساتھ ہے، نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے۔وہ منصبِ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے۔اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے .... کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے، صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ۔تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کررہی ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔۲۲/جون ۱۹۸۲صفحہ ۳-۴)

اس ضمن میں آپؒ نے مزید فرمایا:-

آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔پس اس نعمت کو یادرکھیں۔اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جاسکتے۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے۔

(خطبہ جمعہ ۱۰/جون ۱۹۹۰ء الفضل ۷/اگست ۱۹۹۱ء)

آپؒ نے جماعت کو اجتماعیت کی برکت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

''پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھے کر دیا آج یہ دوہری صورت میں ظاہر ہوا ہے''۔الحمد للہ کہ آج ہم نے پھر دیکھا'' آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو، انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنائے رکھے گا تمہیں، اگر تم انکساری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا''۔

(خطبہ جمعہ ۵/اگست ۱۹۹۴ئ،الفضل ۲۳/اگست ۱۹۹۴ء)

آپ نے فرمایا تھا کہ :-

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ...... اب آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل،کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔کم ازکم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔

(الفضل ۲۸/جون ۱۹۸۲ء)

آج ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اے جانے والے تو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔اور یہ جماعت آج پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام و استحکام کے لئے کھڑی ہوگئی اور اخلاص اور وفا کے وہ نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر ہمیں نظر نہیں آتی۔اے خدا اے میرے قادر خدا تو ہمیشہ کی طرح اپنی جماعت پر اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-''میں بڑے دعویٰ او راستقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پرہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں

ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا۔اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کروں گا اور تجھے غلبہ ہو گا۔اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا"۔

(انوار الاسلام صفحہ ۵۴۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۵۴)

آخر میں میں پھر دعا کی تحریک کرتا ہوں۔میرے لئے بھی بہت دعا کریں، بہت دعا کریں،بہت دعا کریں۔اللہ تعالیٰ مجھ میں وہ صلاحیتیں اور استعدادیں پیدا فرمائے جن سے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کی خدمت کرسکوںاور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔

(۲۵/اپریل۲۰۰۳ء مطابق۲۵/شہادت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

خلافت کے نظام کی برکت اوراہمیت

اللہ تعالیٰ کا یہ شکرہے اور جتنا بھی ہم شکر کریں کم ہے اس پر حمد کے گیت گائیں کہ اس ے ہمیں ایک ایسے نظام میں ایک ایسی لڑی میں پرودیاہے جہاں خلیفہٗ وقت کے سایہ تلے ہر آنے والی رقم کی ایک ایک پائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کر خرچ کی جاتی ہے۔

(۹/مئی ۲۰۰۳ءمطابق ۹/ہجرت۱۳۸۲ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

اور اس زمانہ میں اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی مائوں اور باپوں کا عمل، خوبصورت عمل، جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کررہے ہیں۔جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہو کر۔اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریق کامیاب ہونے والا نہیں۔جس طرح دکھاوے کی نمازوں میں ہلاکت ہے اسی طرح اس دکھاوے کے جہاد میں بھی سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ملے گا۔لیکن جن مائوں اور جن باپوں نے قربانی سے سرشار ہو کر، اس جذبہ سے سرشار ہوکر،اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے لئے پیش کیا ہے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ کچھ عرصہ بھی اگر توجہ نہ دلائی جائے تو بعض دفعہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے گو کہ شعبہ وَقفِ نَو توجہ دلاتا رہتاہے لیکن پھر بھی مَیں نے محسوس کیا کہ کچھ اس بارہ میں عرض کیا جائے۔ اس ضمن میں ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ میں مَیں پیش کرتاہوں۔فرمایا:

”اگر ہم ان واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔اور پھر ہرگز یہ نہیں کہاجاسکتاکہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور اگر خدا نخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتاد طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہئے کہ مَیں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں اگر ان کے باوجود جماعت اس کے لینے کے لئے تیار ہے تو مَیں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔

(خطبہ جمعہ10؍فروری 1989ئ)

والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتاہے۔ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ

ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کی طرف والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

(27/جون2003 مطابق ۲۷/احسان۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

نظام خلافت کے مضبوطی کی کلید

پس یاد رکھیں کہ امانت کی بہت بڑی اہمیت ہے۔اور جتنے زیادہ عہدیداران جماعت اور ... میں جا کر امانت کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اتنے ہی زیادہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوتے چلے جائیں گے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔نظام جماعت مضبوط ہوگا،نظام خلافت مضبوط ہوگا۔آپ کی نظام سے وابستگی قائم رہے گی۔خلافت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کی تو ہمیشہ یہی دعاہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے متقیوں کا امام بنائے۔تو پھر ان دعاؤں کے مورد، ان کے حامل تو وہی لوگ ہوں گے جو اپنی امانتوں کا پاس کرنے والے،اپنے عہدوں کاپاس کرنے والے،اپنے خدا سے وفا کرنے والے ہوتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

(8/اگست2003ء مطابق ۸/ظہور۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

ایک عروۃ الوثقیٰ جو کبھی نہ ٹوٹے گا

یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے

ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

{یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوَاتِ الشَّیۡطٰنِ۔اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّمُّبِیۡنٌ}(سورۃ البقرہ :۲۰۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جائو اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔یقینا وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

(22/اگست2003ء بمطابق ۲۲/ظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ،منہایئم (جرمنی)

طاعت در معروف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو‘‘۔

اس شرط میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام ہم سے اس بات کا عہد لے رہے ہیں کہ گوکہ اس نظام میں شامل ہوکر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا تعلق اوررشتہ قائم نہیں ہو رہابلکہ تم اقرار کررہے ہوکہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے۔اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کررہاہوں۔اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتاہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھراس عہد کو مرتے دم تک نبھائو۔اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس

میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں۔ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔پھر فرمایاکہ : یہ خیال دل میں پیدا ہو سکتاہے کہ رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو، کبھی مانو اور کبھی منوائوکا اصول بھی چل جاتاہے۔تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔تم نے یہ اطاعت بغیر چون وچرا کئے کرنی ہے۔کبھی تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہنے لگ جائو کہ یہ کام ابھی نہیں ہو سکتا، یا ابھی نہیں کرسکتا۔ جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہوتو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے،ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کاکام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اوراللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔توقربانی کاثواب بھی اس وقت ملتاہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتاہے۔تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔

 19â/203ء بمطابق۱۹ر تبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن)

نظام خلافت انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا

تو جب نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتاہے، وہی احکامات دیتاہے جن کو عقل تسلیم کرتی ہے۔بری باتوں سے روکتا ہے، نیک باتوں کا حکم دیتاہے اور ان سے پرے ہٹ ہی نہیں سکتا۔تو خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتاہے وہ بھی اس تعلیم کے انہی احکامات کو آگے چلاتاہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔اوراس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی

پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کرکے ہمیں بتائے تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہوچکاہے اورانشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔اگر کسی وقت خلیفہ ٔوقت کی غلطی سے یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جاتاہے جس سے نقصان پہنچنے کااحتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتاہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ انشاء اللہ نکلیں گے۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

” یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ ٔ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے۔لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عِصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عِصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عِصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیا ں ہو سکتی ہیں۔مگر انجامکار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہو گی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔بے شک بولنے والے وہ ہوں گے،زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی۔اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔

(تفسیر کبیر جلد 6صفحہ 377-376)

۲۶/ستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۶/تبوک ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا

مَیں ایک دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتاہوں۔بنگلہ دیش کے حالات کافی Tense ہیں، بڑے عرصہ سے، بڑے خراب ہیں اور آج بھی مخالفین نے بڑی دھمکیاں دی ہوئی ہیں مسجدوں پہ حملے کرنے کی۔اللہ تعالیٰ ہرطرح سے محفوظ رکھے، جماعت کو ہر شر سے بچائے۔اور درس کے دوران بھی مَیں نے دعا کی ایک تحریک کی تھی اب دوبارہ کرتاہوں۔یہ دعا خاص طورپہ اور دعائوں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیساکہ مَیں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔اور وہ دعا یہ ہے۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے۔{رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً۔اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ۔}(آل عمران :۹)۔اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔یقینا تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ یہ دعا بہت کیاکریں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔آمین

۵/دسمبر ۲۰۰۳ ء بمطابق ۵/فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تحریک جدید کا آغاز 1934ء میں ہوا جب جماعت کے خلاف ایک فتنہ اٹھا، احرار نے بڑا شور مچایا۔مخالفت کا ایک طوفان تھا کہ احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔قادیان کا نام و نشان مٹانے کی باتیں ہوتی تھیں۔اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی باتیں ہوتی تھیں۔بہشتی مقبرہ جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے اور دوسرے مقدس مقامات کی بے حرمتی کے پروگرام تھے اور پھر حکومت کی طرف سے بھی بجائے تعاون کے مخالفین کی زیادہ حمایت نظر آتی تھی۔ان کی طرفداری تھی۔تواس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو تحریک کی کہ ایک فنڈ مہیا کریں ،کچھ چندہ اکٹھا کریں ،رقم اکٹھی کریں۔اس سوچ کے ساتھ یہ تحریک کی کہ مخالفین کی ریشہ دوانیاں ،یہ شور شرابہ اس لئے ہے کہ جو تبلیغ کا حق ہمیں ادا کرنا چاہئے وہ ہم نے پوری طرح ادا نہیں کیا۔اس کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا، احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے جوکوشش ہونی چاہئے تھی وہ اس طرح نہیں کی گئی جو حق تھا۔اس لئے آپ نے فرمایا کہ جماعت کو اب اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا

چاہئے۔اور احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا چاہئے۔اور اس کے لئے آپ نے جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کی۔فرمایا کہ تین سال میں کم از کم 27ہزار روپیہ جمع کریں۔

لیکن یہ بات دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت نے تین سال میں 27ہزار جمع کرنے کی بجائے پہلے سال ہی ایک لاکھ روپیہ پیش کر دیا۔(یہ ستائیس ہزار روپیہ تین سال میں جمع ہونا تھا)اور تین سال میں چار لاکھ روپے سے زیادہ کی قربانی کی۔آج ہم اس رقم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ایک تو روپے کی قیمت آج کل کے لحاظ سے بہت بہتر تھی۔آج تو پاؤنڈ ایک سو دس روپے میںآجاتا ہے۔اس لئے تصور نہیں ہے۔ پھر جماعت کے افراد کی مالی حالت بھی ایسی نہیں تھی کہ کہہ سکیںکہ صاحب ثروت اور امیر لوگوں نے قربانی کر دی ہو گی۔نہیں، بلکہ دو آنے چار آنے، روپیہ، دو روپیہ پیش کرنے والے لوگ تھے اور انہیں کی تعداد تھی جو اکثریت میںتھی۔اپنے پیٹ کاٹ کر اپنے بچوںکو سوکھی روٹی کھلا کر یہ قربانیاں کی گئی تھیں کہ خدا کے خلیفہ نے ہمیںآج پکارا ہے کہ میرے انصار بن کر آئو اپنی زندگیوں میںمزید سادگی پیدا کرو اور اس مال میں سے جس کی تمہیں ضرورت ہے خرچ کرو، اللہ کی راہ میں قربان کرو، اللہ کی خاطر اس کو دو۔کیونکہ آج دشمن اس سوچ میں ہے کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دے، احمدیت کو جڑ سے ختم کر دے، مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرے۔

تو یہ تھے وہ حالات جن میں اُس زمانے کے احمدیوں نے، اُس وقت کے احمدیوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دیں۔اور جو مطالبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا اس سے کوئی 15,14 گنا زیادہ رقم اکٹھی کرکے خلیفہ ٔوقت کے قدموں میں لا کے رکھ دی اس لئے کہ دین کی مدد کرکے ہم بھی خدا کو راضی کریں۔وہ خدا جو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے وہ کیا کہے گا کہ جو کچھ مَیں نے تمہیں دیا تھا جب میرے دین کے لئے ضرورت پڑی ہے تو تم چھپانے لگ گئے ہو۔حالانکہ میرے علم میں ہے کہ کس کے پاس کیا ہے۔جیسا کہ میںنے بتایا کہ اکثر نے اپنے آپ کو مشکل میںڈال کر یہ قربانیاں خدا کو راضی کرنے کے لئے دیں۔کیونکہ انہوںنے یہ سمجھا کہ اسی میں ہماری بقا ہے کہ آج جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے چاہے وہ کم ہے لیکن ان کے لئے تو وہی بہترین حصہ تھا، وہ اللہ کی راہ میںپیش کر دیا جائے۔کیونکہ اسی وجہ سے انہوں نے سوچا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں شمار ہو سکتے ہیں جن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کے لئے دوڑا چلا آتا ہے جن کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں کی گئی قربانیاں کبھی

ضائع نہیں ہوتیں۔ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم کا جو قرآن ہی کی تعلیم ہے اس کا مکمل ادراک اور سمجھ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز نہیں پا سکتے بجز اس کے کہ تم خداتعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں"۔

(فتح اسلام صفحہ 63۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 2 صفحہ 130 مطبوعہ ربوہ)

غرض یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مالی وسائل کم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ پھر زندگیاں وقف کیں جن کے ذریعہ سے ہندوستان سے باہر احمدیت کا پیغام زیادہ منظم ہو کر پھیلنا شروع ہوا۔ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے دوسرے ملکوں میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں(قید بھی ہوئے)۔غرض اشاعت دین کے لئے یہ تحریک جو حضرت مصلح موعودؓ نے شروع کی تھی اس کے لئے اس زمانے کے لوگوں نے بے انتہا قربانیاں دیں۔اور آپؓ نے شروع میں فرمایا تھا کہ یہ تحریک دس سال کے لئے ہو گی۔ پھر جب دس سال ختم ہو گئے تو آپؓ نے اس کو مزید بڑھا دیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق یہ مستقل تحریک بن گئی۔

اور آج ہم جو دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیت کی ترقی کے نظارے دیکھ رہے ہیں یہ ان پہلے لوگوں کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔جماعتی ترقی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انفرادی طور پر بھی اُن لوگوں کی قربانیوں کو ضائع نہیں کیا۔ اُن لوگوں نے اُس وقت جو چند آنوں اور روپوں کی قربانیاں دی تھیں ان میں سے اکثر کی اولادیں آج بڑی آسودہ حال اور بہتر حالات میں ہیں لاکھوں کما رہی ہیں۔مالی لحاظ سے بڑی اچھی حالت میں ہیں۔ بعض ان میں سے شاید ایسے بھی ہوں گے جو تحریک جدید کے اس وقت کے بجٹ کے مطابق شاید آج کل انفرادی طور پر بھی چندہ دے دیتے ہوں۔ لیکن ان لوگوں کی قربانیاں بھلائی نہیں جا سکتیں۔اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اظہار کیا تھا کہ تحریک جدید کے جو شروع کی قربانی کرنے والے ہیں ان کے کھاتوں کو تاقیامت زندہ رکھا جائے، ہمیشہ جاری رکھا جائے اور ان کی اولادیں یہ کام اپنے سپرد لیں،اس ذمہ داری کو اٹھائیں اور ان کے کھاتے کبھی مرنے نہ دیں۔وہ پانچ ہزار مجاہدین جو تھے ان کے کھاتے کبھی نہ مریں۔شروع میں وہ پانچ ہزار تھے اس کے لئے دو دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریک کی کہ ایسے لوگوں کی اولادیں کچھ ہوش کریں اور آگے آئیں اور اپنے بزرگوں کے کھاتے جو فوت ہو گئے، جنہوں نے قربانیاں دیں، ان کھاتوں کو دوبارہ زندہ کریں۔ان کے نام رجسٹروں میں رہنے چاہئیں۔ان کے نام کا

چندہ جاری رہنا چاہئے۔چند روپے ہی تھے وہ، لیکن ان کا نام بہرحال رہنا چاہئے۔اور یہ تاقیامت رہنا چاہئے۔آپ نے فرمایا تھا کہ اس وقت ان میں سے اکثریت یہ لوگ پانچ دس روپے ہی دینے والے تھے۔ایسا مشکل کام نہیں ہے کہ یہ کھاتے دوبارہ زندہ نہ کئے جا سکیں۔ان کے نام کے چندے دوبارہ جاری نہ کئے جا سکیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ بہتوں کے حالات اب ایسے ہیں کہ ان کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ اپنے بزرگوں کے چندے دوبارہ دینا شروع کر دیں۔بہرحال دفتر تحریک جدید نے بھی حضورؒ کے توجہ دلانے پر کوشش کی تھی اور ان پانچ ہزاری مجاہدین میں سے چونتیس سو کے کھاتے دوبارہ جاری ہو گئے تھے، ان کے نام کے چندے دیئے جانے لگ گئے تھے۔لیکن پھر لوگوں کی عدم توجہ کی وجہ سے یا کچھ لوگوں کے باہر نکل جانے کی وجہ سے یا اور کچھ وجوہات سے پھر اس طرف توجہ کم ہو گئی۔ہو سکتا ہے کہ باہر آ کے کچھ لوگ چندے اپنے بزرگوں کے نام پہ دیتے بھی ہوں لیکن باہر کے ملکوں میں یہ ادائیگیاں ان کے بزرگوں کے نام میں شمار نہیں ہوتیں۔اور اگر ہوتی بھی ہیں تو مرکز میں کیونکہ ریکارڈ ہے وہاں درج نہیں ہوتیں۔اور ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے بزرگوں کے نام پر ادائیگی کر رہے ہوں اور آپ کے نام پر یہ ادائیگی شامل کی جا رہی ہو۔تو جیسا کہ مَیں نے کہا کیونکہ ریکارڈ مرکز میں ہے اس لئے ایسے بزرگوں کی اولادیں اپنے بزرگوں کے کھاتے اگر زندہ کرنا چاہتی ہیں تو وہ سہولت اسی میں ہے کہ مرکزربوہ سے رابطہ کریں کہ ان کی کیا کیا رقم تھی یا وعدے تھے اور وہیں ادائیگی کی کوشش کریں تاکہ ریکارڈ درست رہے۔کیونکہ اب جیسا کہ میں نے کہا یہ چونتیس سو جو کھاتے تھے ان میں سے بھی توجہ کم ہوتی چلی گئی ہے اور پھر یہ اب اکّیس سو کے قریب رہ گئے ہیں۔اس لئے بہت توجہ کی ضرورت ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جن بزرگوں کے کھاتے کوئی زندہ نہیں کرتا ان کے حساب میں کوئی چندہ نہیں دیتا، ان کے اس وقت کے مطابق جو چند روپوں میں ادائیگی ہوتی تھی، (پانچ دس روپے میں) یا ویسے بھی ان کا نام زندہ رکھنے کے لئے ٹوکن کی صورت میں ہو سکتی ہے۔فرمایا تھا کہ پانچ روپے کے حساب سے ایک ہزار کی میں ذمہ واری اٹھاتا ہوں۔میں اپنے ذمے لیتا ہوں اگر ان کی اولادیں ان کے نام کے ساتھ چندہ نہیں دے سکتیں۔آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اور اس طرح لوگ آگے آئیں اور ذمہ واری اٹھائیں۔اور اپنے بارے میں یہ فرمایا کہ میرے بعد میری اولاد امید کرتا ہوں اس کام کو جاری رکھے گی۔تو بہرحال آپ کو بھی دفتر نے توجہ

نہیں دلائی یا ریکارڈ درست نہیں رکھا، ہو سکتا ہے کہ اپنے چندوں میں شامل کرکے آپ ان لوگوں کے لئے چندے دیتے رہے ہوں لیکن بہرحال ریکارڈ میں یہ بات نظر نہیں آرہی کہ آپ کا وعدہ تھا۔اس لئے ان کی اس خواہش کی تکمیل میں ان کا جو اکّیس سالہ دور خلافت تھا جس حساب سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒنے فرمایا تھا، اپنے خطبے میں ذکر کیا تھا۔اب دفتر تحریک جدید کو مَیں کہتا ہوں کہ یہ حساب مجھے بھجوا دیں۔مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اس کی ادائیگی کر دے گی۔جو بھی ان کا حساب بنتا ہے، ان ایک ہزار بزرگوں کا۔بہرحال اگر اولاد نہیں بھی کرے گی تو میں ذمہ واری لیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ادا کردوں گا۔اور اسی حساب سے دفتر ایسے تمام لوگوں کے کھاتوں کے بارے میں مجھے بتائے جن کے کھاتے ابھی تک جاری نہیں ہوئے تاکہ ان کی اولادوں کو توجہ دلائی جاتی رہے۔لیکن جب تک ان کی اولادوں کی اس طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اسی حساب سے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ کھاتے ٹوکن کے طور پر زندہ رکھنے چاہئیں، ان لوگوں کی ادائیگی مَیں اپنے ذمے لیتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ مَیں ادا کروں گا۔اور جب تک زندگی ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے ادا کرتا رہوں گا اس کے بعد اللہ میری اولاد کو توفیق دے۔لیکن یہ لوگ جن کی قربانیوں کے ہم پھل کھا رہے ہیں۔ان کے نام بہرحال زندہ رہنے چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کی اولادوں کو توفیق دے۔

یاد رکھیں کہ یہ فیض، یہ فضل، جیسا کہ مَیں نے کہا ان لوگوں کی قربانیوں کی ہی وجہ سے ہے جو آج ہم پر ہے۔اور آج آپ کی اس قربانی کی وجہ سے اسی طرح بڑھ کر یہ فیض اور فضل آپ کی نسلوں میں، آپ کی اولادوں میں جاری ہو جائے گا۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 5/نومبر 2004 بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

{وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا۔وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا۔وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا۔کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ۔}(آل عمران :104)

{وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا۔یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا۔وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ}(سورۃ النور: 52)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

خلافت علی منہاج النبوۃ

ایک حدیث ہے۔حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذارساں بادشاہت قائم ہوگی(جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔(مسند احمد بن حنبلؒ)

اللہ کرے کہ یہ نعمت تاقیامت قائم رہے۔خداتعالیٰ اپنے فضل کا ہاتھ کبھی جماعت پر سے نہ اُٹھائے۔یہ جماعت ہمیشہ شکر گزاروں اور دعائیں کرنے والوں کی جماعت بنی رہے۔اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحمت کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے۔

سیدناحضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے"

(الحکم قادیان 14/اپریل1908)

قدرت ثانیہ

سیدناحضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کردیوے۔... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔... جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔... ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اوربہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔

(الوصیت ، روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ305

سیدناحضرت مسیح موعود علیہ الصوۃ والسلام رسالہ الوصیت میں مزید فرماتے ہیں:۔

یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے {كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا

وَ رُسُلِیْ} اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اوراُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کاموقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ٦)

حبل اللہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔یہ محض خدا ہی کی رسّی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کردیا ہے۔پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔

(اخباربدر قادیان۔یکم فروری1912ئ)

خلافت احمدیہ ایک شجرہ طیبہ

سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

خلافت کے قیام کامدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہوسکتا، اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی۔خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہرائو گے، کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جائو گے اور میرے حمد وثناء کے گیت گایا کروگے۔یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجے میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں

اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں،ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں۔پس کامل بھروسہ اور کامل توکّل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا۔زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔... حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے۔وہ ایک لازوال پہلو ہے۔وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا، نہ میرے ساتھ ہے ، نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے۔وہ منصبِ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے۔اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے ، صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ۔تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں۔

(الفضل ربوہ 22؍جون1982)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔پس اس نعمت کو یادرکھیں۔اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جاسکتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/جون 1990ئ الفضل7/اگست 1991ئ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اجتماعیت کی برکت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھے کر دیا آج یہ دوسری صورت میں ظاہر ہوا ہے"۔الحمد للہ کہ آج ہم نے پھر دیکھا" آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو، انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنائے رکھے گا تمہیں، اگر تم انکساری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا"۔

(خطبہ جمعہ 5/اگست 1994ئ،الفضل23/اگست 1994ئ)

آپ نے فرمایا تھا کہ:۔

"میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔اور کوئی دشمن آنکھ ، کوئی دشمن دل،کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔کم ازکم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔تو دعائیں کریں، حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔

(الفضل ربوہ 28/جون1982)

حبل اللہ/وحدت امت

سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا

" میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔قرآن کریم تمہارا دستورا لعمل ہو۔باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں وہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔استغفار کثرت سے کرو اور دعائوں میں لگے رہو۔وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔{لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ} (ابراہیم:۸)۔لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے:{اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ}۔(ابراہیم: ۸)"۔

(خطبات نور۔صفحہ ۱۳۱)

اطاعت و برکات از روئے حدیث

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اورناخوشی،حق تلفی اور ترجیحی سلوک ،غرض ہرحالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننااور اطاعت کرنا واجب ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دورہوتاہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(بخاری کتاب الفتن۔باب قول النبی سترون بعدی اموراً)

پھر حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہواور پھرکوئی شخص آئے اورتمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے تا تمہاری جماعت

میں تفریق پیدا کرے تو اسے قتل کر دو۔یعنی اس سے قطع تعلق کرو اوراس کی بات نہ مانو۔(اس کے احکامات کو بالکل سنی ان سنی کر دو)۔

(مسلم باب حکم من فرق امر المسلمین ھو مجتمع)

حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گے اوراطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یاناپسند۔اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑا نہیں کریں گے ، حق پر قائم رہیں گے یاحق بات ہی کہیں گے اوراللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجود طاعۃ الامرائ)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا :جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی اورنہ عذر۔اورجو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن)

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد25/اپریل2003ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

”آج ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اے جانے والے تو نے اس پیاری جماعت کو جو خوشخبری دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔اور یہ جماعت آج پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام و استحکام کے لئے کھڑی ہوگئی اور اخلاص اور وفا کے وہ نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر ہمیں نظر نہیں آتی۔اے خدا اے میرے قادر خدا تو ہمیشہ کی طرح اپنی جماعت پر اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہ۔“

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ25/اپریل2003ء بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

1 نظام خلافت کی اطاعت ایک عظیم برکت

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 19/ستمبر2003ء خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا

"شرائط بیعت کا جو مضمون شروع کیا ہوا تھا اس میں آج آخری شرط جو ہے ، دسویں شرط بیعت کی وہ بیان کروں گا۔ دسویں شرط یہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"۔

اس شرط میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام ہم سے اس بات کا عہد لے رہے ہیں کہ گوکہ اس نظام میں شامل ہوکر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہاہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا تعلق اوررشتہ قائم نہیں ہو رہابلکہ تم اقرار کررہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے۔اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کررہاہوں۔اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے ، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتاہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھراس عہد کو مرتے دم تک نبھائو۔اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے ،تعلق ، دوستیاں ہیچ ثابت ہوں۔ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ

اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔پھر فرمایاکہ : یہ خیال دل میں پیدا ہو سکتاہے کہ رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو ، کبھی مانو اور کبھی منوائوکا اصول بھی چل جاتاہے۔ تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔تم نے یہ اطاعت بغیر چون وچرا کئے کرنی ہے۔ کبھی تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہنے لگ جائو کہ یہ کام ابھی نہیں ہو سکتا ، یا ابھی نہیں کرسکتا۔جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہوتو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے،ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی ، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کاکام تو مجبوری ہے ، خدمت کرنا ہی ہے۔خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اوراللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔توقربانی کاثواب بھی اس وقت ملتاہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتاہے۔تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔

بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اورماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخودمعروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔غیرمعروف وہ ہے جوواضح طورپر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے جیساکہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺنے ایک لشکر روانہ فرمایا اوراس پرایک شخص کو حاکم مقرر کیا تاکہ لوگ اس کی بات سنیں اوراس کی اطاعت کریں۔اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیارہو گئے۔آنحضرت ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود

جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔(سنن ابو داوٗد۔ کتاب الجہاد)

تو ایک تو اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نہ ماننے کا فیصلہ بھی فرد واحد کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ آگ میں کودنے کو تیار تھے کہ ہر حالت میں امیر کی اطاعت کا حکم ہے، انہوں نے سنا ہوا تھا اور یہ سمجھے کہ یہی اسلامی تعلیم ہے کہ ہر صورت میں، ہر حالت میں، ہر شکل میں امیر کی اطاعت کرنی ہے لیکن بعض صحابہ جو احکام الٰہی کا زیادہ فہم رکھتے تھے، آنحضرت ﷺ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب تھے، انہوں نے انکار کیا۔ نتیجۃً مشورہ کے بعد کسی نے اس پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی واضح طور پر اسلام میں حرام ہے۔ ابتدائی زمانہ تھا، بہت سے امور وضاحت طلب تھے اور اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے وضاحت فرما کر معروف کا اصول وضع فرما دیا کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں، میں بتادوں آج کل بھی اعتراض ہوتے ہیں کہ ایک کارکن اچھا بھلا کام کر رہا تھا اس کو ہٹا کر دوسرے کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔

خلیفۂ وقت یا نظام جماعت نے غلط فیصلہ کیا ہے اور گویا یہ غیر معروف فیصلہ ہے۔ وہ اور تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ غیر معروف کے زمرے میں آتا ہے، خود ہی تعریف بنا لی انہوں نے۔ اس لئے ہمیں بولنے کا بھی حق ہے، جگہ جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے کا بھی حق ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی مَیں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے اور اطاعت کا معیار کیا ہے مَیں حدیثوں وغیرہ سے اس کی وضاحت کروں گا۔ ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولید کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالدؓ بن ولید سے لے کر حضرت ابو عبیدہؓ کے سپرد کر دی تھی۔ تو حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ خالدؓ بن ولید بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں ان سے چارج نہ لیا۔ تو جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں۔ مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ مَیں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں۔ اور مَیں اسی طرح آپ کے ماتحت کام

کرتا رہوں گا جیسے میں بطور کمانڈر ایک کام کر رہا ہوتا تھا۔ تو یہ ہے اطاعت کا معیار۔ کوئی سر پھرا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ اس وقت

غیر معروف تھا، یہ بھی غلط خیال ہے۔ ہمیں حالات کا نہیں پتہ کس وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ فرمایا یہ آپ ہی بہتر جانتے تھے۔ بہر حال اس فیصلہ میں ایسی کوئی بات ظاہراً بالکل نہیں تھی جو شریعت کے خلاف ہو۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی لاج بھی اللہ تعالیٰ نے رکھی اور یہ جنگ جیتی گئی اور باوجود اس کے کہ اس جنگ میں بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو دشمن کے فوجیوں کی تعداد ہوتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے آقا کی غلامی میں، ایسی غلامی جس کی نظیر نہیں ملتی، حَکَم اور عَدَل کا درجہ ملا ہے اس لئے اب اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور محبت سے ہی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی اطاعت اور محبت کا دعویٰ سچا ہو سکتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی اتباع سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ سچ ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ} (آل عمران: ۳۲) تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 19/ستمبر 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

2 بابرکت عالمی نظام جماعت

{فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ}۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۰)

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس

اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتاہے۔ایک بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تووہ ناصرات الاحمدیہ کی رکن بن جاتی ہے جہاں انہیں ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔پھر انہی میں سے ان کے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتاہے۔پھر پندرہ سال کی عمر کو جب پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت بچپن سے تربیت حاصل کر کے اوپر آنے والے بچے اور بچیاں ہیں،جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو ان نیک تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے ان کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔اور عمر کے ساتھ ساتھ کیونکہ اب یہ بچے اور بچیاں اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں شعور پیدا ہو جاتاہے۔اس لئے پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور ان کے تحت ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور نظام چل رہا ہوتاہے۔تو پندرہ سال کی عمر کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ یا خدام میں جا کر یہ لوگ اپنے عہدیدار اپنے میں سے منتخب کرتے ہیں اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق امور اور تربیتی امور خودسر انجام دے رہے ہوتے ہیں،اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے ،ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ان کو ٹریننگ ہو جاتی ہے اور پھر یہی بچے جب بڑے ہو تے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ فائدہ مند اور مفید وجود ثابت ہوتے ہیں اوراس نظام کا ایک حصہ بنتے ہیں۔تو بہرحال انہی ذیلی نظاموں کا حصہ بنتے ہوئے ہر بچہ ، جوان ، عورت ، مرد ، جب جماعتی نظام کاحصہ بن جاتے ہیں تو گو جماعتی نظام پہلے ہے ، مقدم ہے۔لیکن اس میں ہر بچے اور نوجوان کی اس طرح مکمل Involvement نہیں ہوتی جس طرح کہ شروع میں ذیلی تنظیموں میں ہو رہی ہوتی ہے اورہو بھی نہیں سکتی۔اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کی دوررس نظرنے ذیلی تنظیموں کا قیام کیاتھا اور یہ آپ کا ایک بہت بڑا احسان ہے جماعت پر۔اور اسی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا، ابتداء سے ہی جماعت کے ہر بچہ کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدس اور احترام پیدا ہو جاتاہے۔اور اسی احترام اور تقدس کے تحت وہ پروان چڑھتاہے اور چونکہ ابتداء سے ہی نظام کا تصورِ پیار ومحبت اور بھائی چارے اور مل جل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتاہے اورپھر خلیفہ ٔوقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیارو محبت کا تعلق اس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہاہوتاہے اور ہو جاتاہے اس لئے ہر فرد جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہاہواور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتاہے تو اس لئے کرتاہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز

اور خلیفہ ٔوقت سے ذاتی تعلق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت چونکہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکاہے اور خلیفہ ٔوقت کی براہ راست اس پر نظر ہوتی ہے اس لئے نئے شامل ہونے والے ، نومبایعین بھی ان احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں، بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں۔

لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہاہے ، نظا م جماعت کو چلانے والے کارکنان اورعہدیداران کی ذمہ داریاں بھی زیادہ بڑھتی چلی جارہی ہیں۔انہیں تسبیح اور استغفار کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔{فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ}کا جو حکم ہے اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اور یہی چیز ان کو زیادہ احساس دلارہی ہے ، یا کم از کم احساس دلاناچاہیئے کہ اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کے احساس کو زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔نظام جماعت کی ذمہ داری اد اکرتے وقت اپنی اناؤں اورخواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرور ت ہے۔ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آجانے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا اور کرنا چاہیئے۔جماعت کے ا حباب سے پیار،محبت کے تعلق کو بڑھانے ،ان کی باتوں کو غوراور توجہ سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کومزید بڑھانا چاہیئے۔تبھی سمجھا جاسکتاہے کہ عہدیداران اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کر رہے ہیں یا کم از کم ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جماعت کو اکٹھا رکھنے کے لئے ایک رہنما اصول اس آیت میں بتا دیاہے جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔تو اگر آنحضرت ﷺ کی اس خوبی کی وجہ سے کہ آپ کے دل میں لوگوں کے لئے نرمی اور محبت کے جذبات تھے لوگ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہوتے تھے اور آپ کے پاس آتے تھے تو پھر مَیں اور آپ ، ہم کون ہوتے ہیں جو محبت اور پیار کے جذبات لوگوں کے لئے نہ دکھائیں اور امید رکھیں کہ لوگ ہماری ہر بات مانیں۔ہمیں تو اپنے آقا کی اتباع میں بہت بڑھ کر عاجزی ، انکساری، پیار اورمحبت کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا چاہیئے۔کیونکہ خلیفہ ٔ وقت کے لئے تو ہر ملک میں ، ہر شہر میں یا ہر محلے میں جاکر لوگوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے۔یہ نظام جماعت قائم ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے

فضل سے بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکاہے۔وہ تمام عہدیدار چاہے ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں چاہے جماعتی عہدیدار ہوں،خلیفہ ٔوقت کے نمائندے کے طورپر اپنے اپنے علاقہ میں متعین ہیں اوران سے یہی امید کی جاتی ہے اور یہی تصورہے کہ وہ خلیفہ ٔوقت کے نمائندے ہیں۔اگر وہ اپنے علاقہ کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کررہے ،ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے ،ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کررہے ،یا اگر خلیفہ ٔوقت کی طرف سے کسی معاملہ میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے تو بغیر تحقیق کے مکمل طریق کے جواب دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے ،جو خدا نہ کرے ہمارے کسی عہدیدار میں ہو، غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گنہگار ہیں۔ابھی گزشتہ دنوں بغیر مکمل تحقیق کے ایک رپورٹ چند احمدیوں کے بارہ میں مقامی جماعت کی طرف سے مرکز میں آئی کہ انہوں نے فلاں فلاں جماعتی روایات سے ہٹ کر کام کیاہے اورجماعتی قواعد کے مطابق اس کی سزا اخراج ازنظام جماعت تھی ۔جب مرکزی دفترنے مجھے لکھااور ان اشخاص کو اخراج ازنظام جماعت کی سزا ہوگئی۔تو جن کو سزا ہوئی تھی انہوں نے شور مچایاکہ ہمارا تو اس کام سے کوئی واسطہ ہی نہیں ، ہم تو بالکل معصوم ہیں ،اور کسی طرح بھی ہم ملوث نہیں ہیں۔توپھر مرکزنے نئے سرے سے کمیشن خود مقررکیا اور تحقیق کی تو پتہ چلا کہ صدر جماعت نے بغیر مکمل تحقیق کے رپورٹ کر دی تھی اور اب صدر صاحب کہتے ہیں غلطی سے نام چلا گیا۔یعنی یہ تو بچوں کا کھیل ہوگیا کہ ایک معصوم کو اتنی سخت سزا دلوا رہے ہیں اور پھر بھولے بن کر کہہ دیاکہ غلطی سے نام چلا گیا۔توایسے غیر ذمہ دار صدر کو تو مَیں نے مرکز کو کہاہے کہ فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔اور آئندہ بھی جوکوئی ایسی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے گا اس کو پھر تازندگی کبھی کوئی جماعتی عہدہ نہیں ملے گا۔ایسے شخص نے ہمیں بھی گناہگار بنوایا۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

حدیث میں آتاہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی ، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیرخواہی میں کوتاہی کرتاہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔(مسلم کتاب الایمان باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

پھر ایک حدیث ہے۔ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایاکہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔امیر نگران ہے اور آدمی اپنے گھر کانگران ہے ، عورت بھی اپنے خاوند

کے گھر کی نگران ہے،اولاد کی نگران ہے۔پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح نبھایاہے۔

تو تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔مَیں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیاہے تو بعض دفعہ بعض رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں ، ان کی طرف سے آرہی ہوتی ہیں۔تو اگر ہر لیول پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہورہا ہوگاتو پھرآنحضرت ﷺ نے تنبیہ فرما دی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے تو تم پوچھے جائو گے۔اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضرہونا اور پوچھے جانا بذات خود ایک خوف پیداکرنے والی بات ہے لیکن یہاں جو فرمایاکہ یہ نہ سمجھوکہ تم پوچھے جائوگے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اورجان بچ جائے بلکہ فرمایا کہ جنت ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔پس بڑا شدید انذارہے ،خوف کا مقام ہے ، رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہرعہدیدار کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ ذیلی تنظیموں کی عاملہ ہو، لجنہ،انصار ،خدام کی یا جماعت کی عاملہ ، کسی شخص کے بارہ میں جب کوئی رائے قائم کرنی ہوتو اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔چاہے اس شخص کے گزشتہ رویہ کے بارہ میں علم ہوکہ کوئی بعید نہیں کہ اس نے ایسی حرکت کی ہو اس لئے اس کو سزا دے دویا سزا کی سفارش کردو۔ نہیں ، بلکہ جو معاملہ عاملہ کے سامنے پیش کیاہے اس کی مکمل تحقیق کریں۔اگر شک کا فائدہ مل سکتاہے تواس کو ملنا چاہئے جس پر الزام لگ رہاہے۔اگر وہ شخص مجرم ہے توشاید اس کو یہ احساس ہوجائے کہ گو مَیں نے جرم تو کیاہے لیکن شک کی وجہ سے مجھ سے صرف نظر کیاگیاہے۔تو آئندہ اس کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے یاکم ازکم مجلس عاملہ یا ایسے عہدیدار اس حدیث پر توعمل کرنے والے ہوں گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پھر فرماتے ہیں:

تو جیساکہ مَیں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے کہ اس نے نظام جماعت کا احترام کرناہے اوردوسروں میں بھی یہ احترام پیداکرناہے۔تو خلیفۂ وقت کی تسلی بھی ہوگی کہ ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان، نظام کو سمجھنے والے کارکنان،کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آسکتے ہیں تو بہرحال جیساکہ مَیں نے کہاکہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرناہے اوراس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔تو اس کے لئے عہدیداران کو ،کارکنان کو دوطرح

کے لوگوں سے واسطہ پڑتاہے۔ایک تو وہ ہیں جو جماعت کے عام ممبر ہیں۔جتنے زیادہ یہ مضبوط ہوں گے ،جتنا زیادہ ہر شخص کا نظام سے تعلق ہو گا ،جتنی زیادہ ان میں اطاعت ہو گی ، جتنی زیادہ قربانی کا ان میں مادہ ہو گا،اتنا ہی زیادہ نظام جماعت مضبوط ہو گا۔اور یہ چیزیں ان میں کس طرح پیدا کی جائیں۔اس سلسلہ میں عہدیداران کے فرائض کیا ہیں؟ اس کا مَیں اوپر تذکرہ کرچکاہوں۔اگر وہ پیار محبت کا سلوک رکھیں گے تو یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔اور یہی آپ کا گروہ ہے جتنا زیادہ اس کا تعلق جماعت سے اور عہدیدارن سے مضبوط ہو گا ، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت بھی آرام سے اوربغیر کسی رکاوٹ کے چلے گا۔اتنا زیادہ ہی ہم دنیا کو اپنا نمونہ دکھانے کے قابل ہو سکیں گے۔اتنی ہی زیادہ ہمیں نظام جماعت کی پختگی نظر آئے گی۔جتنا جتنا تعلق افراد جماعت اور عہدیداران میں ہو گا۔اور پھر خلیفہ ٔوقت کی بھی تسلی ہو گی کہ جماعت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے جن سے بوقت ضرورت مجھے کارکنان اور عہدیداران میسر آ سکتے ہیں۔اگر کسی جگہ کچھ جماعتیں تو اعلیٰ معیار کی ہوں اور کچھ جماعتیں ابھی بہت پیچھے ہوں تو بہرحال یہ فکر کا مقام ہے۔توعہدیداران کو اپنے علاقہ میں ، اپنے ضلع میں یا اپنے ملک میں اس نہج پر جائزے لینے ہوں گے کہ کہیں کوئی کمی تو نظر نہیں آ رہی۔اپنے کام کے طریق کا جائزہ لیناہو گا۔اپنی عاملہ کی مکمل Involvement کا یا مکمل ان کاموں میں شمولیت کا جائزہ لینا ہو گا۔کہیں آپ نے عہدے صرف اس لئے تو نہیں رکھے ہوئے کہ عہدہ مل گیاہے اور معذرت کرنا مناسب نہیں اس لئے عہدہ رکھی رکھو اور اس سے جس طرح بھی کام چلتاہے چلائے جائو۔اس طرح توجماعتی نظام کو نقصان پہنچ رہاہو گا۔اگر تو ایسی بات ہے تو یہ زیادہ معیوب بات ہے اور یہ زیادہ بڑا گناہ ہے بنسبت اس کے کہ عہدے سے معذرت کر دی جائے۔اس لئے ایسے عہدیدارتو اس طرح جماعت کے نظام کو ، جماعت کے وقار کو نقصان پہنچانے والے عہدیدار ہیں۔

دوسرے یہ ذمہ داری ہے عہدیداران کی عام لوگوں سے ہٹ کر ،اپنے دوسرے برابر کے عہدیداروں یاماتحت عہدیداران یا کارکنان کااحترام ہے۔یہ کوئی دنیاوی عہدہ نہیں ہے جس طرح مَیں پہلے بھی کہہ آیاہوں کہ جو آپ کومل گیاہے اورکوئی سمجھ بیٹھے کہ اب سب طاقتوں کا مَیں مالک بن گیاہوں۔یہاں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے امیر اپنی عاملہ کا احترام کریں ، ان کی رائے کو وقعت دیں ، اس پر غور کریں۔اسی طرح اگر کو ئی ماتحت بھی رائے دیتاہے تو اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں ، کم نظر سے نہ دیکھیں۔اگر آنحضرت ﷺ کو حکم ہے کہ مشورہ کریں تو ہم ،آپ

تو بہت معمولی چیز ہیں۔تو کسی کی رائے کو کبھی بھی تکبر کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔اپنا ایک وقار عہدیدار کا ہونا چاہئے اور یہ نہیں کہ غصے میں مغضوب الغضب ہو کر ایک تو رائے کو ردّ کر دیا اور مسجد میں یا میٹنگ میں تو تکار بھی شروع ہو جائے۔یا گفتگو ایسے لہجہ میں کی جائے جس سے کسی دوسرے عہدیدار کا یا کسی دوسرے شخص کے بارہ میں جس سے استخفاف کا پہلو نکلتا ہو،کم نظر سے دیکھنے کا پہلو نکلتا ہو۔تو ہمارے عہدیداران اور کارکنان کو تو انتہائی وسعت حوصلہ کا مظاہر ہ کرنا چاہئے۔کھلے دل سے تنقید بھی سننی چاہئے ، برداشت بھی کرنی چاہئے۔اور پھر ادب کے دائرے میں رہ کر ہر شخص کی عزت نفس ہوتی ہے اس کا خیال رکھ کر دلیل سے جواب دینا چاہئے۔یہ نہیں کہ مَیں نے یہ کہہ دیاہے اس پر عمل نہیں ہو رہا تو تم یہ ہو ،تم وہ ہو،یہ بڑاغلط طریق ہے۔عہدیدار کا مقام جماعت میں عہدیدار کا ہے خواہ وہ چھوٹاعہدیدار ہے یا بڑا عہدیدار ہے۔پھر قطع نظر اس کے کہ کسی کی خدمت کو لمبا عرصہ گزر گیاہے یا کسی کی خدمت کو تھوڑا عرصہ گزراہے۔اگر کم عمر والے سے یاعہدے میں اپنے سے کم درجہ والے سے بھی ایسے رنگ میں کوئی گفتگو کرتاہے جس سے سُبکی کا پہلو نکلتاہو تو گو دوسرا شخص اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے ، یعنی جس سے تلخ کلامی کی گئی ہے وہ اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے ،اطاعت کے جذبہ سے برداشت بھی کر لے ایسی بات لیکن اگر ایسے عہدیدار کا معاملہ جو دوسرے عہدیداران یا کارکنان کا احترام نہیں کرتے میرے سامنے آیا تو قطع نظراس کے کہ کتنا Senior ہے اس کے خلاف بہرحال کارروائی ہوگی، تحقیق ہوگی۔اس لئے آپس میں ایک دوسرے کا احترام کرنا بھی سیکھیں اور مشورے لینا اور مشوروں میں ان کو اہمیت دینا۔اگراچھا مشورہ ہے تو ضرور ی نہیں کہ چونکہ مَیں بڑا ہوں اس لئے میرا مشورہ ہی اچھا ہوسکتاہے اور چھوٹے کا مشورہ اچھا نہیں ہو سکتا۔اس کو بہرحال وقعت کی نظر سے دیکھنا چاہئے،اس کو کوئی وزن دینا چاہئے۔

پھر فرمایا:

(۱)...عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسریاعہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں ،افراد جماعت ہوں یا کارکنان،آپ کی مکمل اطاعت اورعزت کریں گے۔

(۲)…یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ان کے دل جیتنے ہیں ، ان کی خوشی غمی میں ان کے کام آنا ہے۔اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کامطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتاہے۔

(۳)… امراء اورعہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیاہے ، شریف النفس ہوں، جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اورنظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔

(۴)… کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔مجھے علم ہے کہ امراء کے، عہدیداران کے ،یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتاہے ایسے لوگوں نے لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کرسکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پرکسی قسم کا شکوہ نہ کریں، بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ان کے لئے دعا کریں ،اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(۵)…پھریہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہناچاہئے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہناچاہئے۔پھر کبھی اپنے گرد 'جی حضوری' کرنے والے یاخوشامد کرنے والے لوگوں کواکٹھا نہ ہونے دیں۔جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتاہے پھرایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔تبھی تو آنحضرتﷺ نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے اردگرد اکٹھے نہ کرے۔

(۶)…پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیساکہ مَیں بیان بھی کر چکاہوں کہ جہاں نظام جماعت کے تقدس پر حرف نہ آتاہو، عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔یہ تو عہدیدارن کے لئے ہے لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتاہوں کہ آپ پر بھی ،جو عہدیدار نہیں ہیں ،ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اورساتھ دعا کرناہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ واریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 5/دسمبر 2003ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

3 فدایان جماعت

نظام خلافت کی ایک عظیم الشان برکت الٰہی اور مخلصین اور فدایان جماعت کا تیار کرنا ہے۔

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم میری نعمت کا شکر کرو گے تو میں اسے بڑھاؤں گا اور پھر فرمایا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْد اور اگر انکار اور کفر کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔اب بتاؤ کہ ان آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور ان کو چھوڑ کر جدید کی طلب اور اقتراح یہ

عذاب الٰہی کو مانگنا ہے یا کیا؟"

(الحکم جلد۸ نمبر۱۸۔۲۱/مئی 1904ئ صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔یعنی انسان پر جب خداتعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور اُلٹا ظلم شروع کردے تو پھر خدا تعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے"۔

(بدر۔جلدے نمبر16 بتاریخ 23/اپریل 1908)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں اپنی دی ہوئی نعمت کو زیادہ کروں گا اور بصورتِ کفر عذاب میرا سخت ہے۔ یادرکھو کہ جب امّت کو امّتِ مرحومہ قرار دیا ہے اور علومِ لَدُنّیَہ سے اُسے سرفرازی بخشی ہے"یعنی علومِ لَدُنّیَہ جو فطرت کے اندر اس کے علم داخل ہیں۔" تو عملی طور پر شکر واجب ہے"۔(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ئ صفحہ ۱۴۸۔طبع اوّل)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو الہام بھی ہوا:" وَاِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ" (اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔)(تذکرہ۔مطبوعہ ۱۹۶۹ئ صفحہ ۷۱۷)

اور اب دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شکر کیا کرتے تھے تو چند دھیلوں کی خاطریا چند پیسوں اور روپوں کی خاطراپنی کتب میں آپ نے ان لوگوں کے نام بھی لکھ لئے ہیں اور یہ انہیں کا فیض ہے جوہم آج پا رہے ہیں۔اب تو خداتعالیٰ نے کروڑوں عطاکر دیا ہے۔

فی الحقیقت میرے پاس ایسے لوگ بھی آئے ہیں جنہوں نے کروڑوں روپیہ مجھے دیا اور رسید تک نہیں مانگی اور کہا کہ اپنی مرضی سے جس نیکی کی راہ میں چاہیں خرچ کریں۔تو میں ہمیشہ دل میں یہی سوچتا ہوں کہ یہ دراصل ان چند آنوں ہی کی برکت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں آپ کے صحابہ نے خرچ کئے تھے اور جن کا ذکر آپ نے ہمیشہ کے لئے کتابوں میں محفوظ کردیا۔

حضرت موسیٰ بن علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تحفہ خدا کی طرف سے ایک قسم کا رزق ہے۔پس جسے تحفہ دیا جائے وہ اس سے بہتر تحفہ دے۔(مکارم اخلاق جلدا صفحہ109)

اب بہتر تحفے کا رواج جو ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ سب سے بہتر تحفہ تو دعا ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء ورنہ حقیقت میں تحفے سے بہتر تحفہ دیا جا نہیں سکتا۔عموماً ہمارا رواج ہے کہ کوئی تحفہ بھیجے ، میں نے گھر میں بھی یہی دیکھا ہے تو اس کے نتیجے میں کچھ بڑھا کر دے دیا کرتے ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں۔حقیقی تحفہ تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے عطا ہواور جو انسان زیادہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا اس کو زیادہ عطا فرمائے گا۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 7/مارچ 2003ء بمقام مسجد فضل لندن(برطانیہ)

حقیقت یہ ہے کہ آج اکناف عالم خلافت کی برکت کی وجہ سے ہزاروں کا لاکھوں ایسے فدایان جماعت پیدا ہوچکے ہیں جو کروڑوں کیا اربوں پیش کرنے کرتے ہیں اور پیش کرنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔

4

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

22/اگست 2003ء بمقام مئی مارکیٹ ،منہایئم (جرمنی)خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

نظام کی کامیابی کا اورترقی کاانحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد و ضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتاہے۔چنانچہ دیکھ لیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اوران ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ عموماً چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتاہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔جبکہ غریب ممالک میں یا آ ج کل جو ٹرم (Term) ہے تیسری دنیا کے ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتاہے اور نتیجۃً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔تو اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اس حد تک ، اس شدت سے ضرورت ہے تو روحانی نظام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہوا نظام ہے اس میں کس حد تک اس پابندی کی ضرورت ہوگی اورکس حد تک اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی۔یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے ، ایک نظام خلافت قائم ہے ، ایک مضبوط کڑا

آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔یادرکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔اللہ تعالیٰ فرماتاہے :

{يٰٓاَيُّهَاالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوَاتِ الشَّيۡطٰنِ ۔اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ}

(سورۃ البقرہ 209)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جائو اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔یقینا وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔"

برکات خلافت (اصلاح نفس)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزبر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے، مؤرخہ 26 ستمبر 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اس زمانے میں بھی ہمارے پاس بے شمار مثالیں ہیں جن میں خداتعالےٰ نے براہ راست خوابوں کے ذریعے سے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔بعض ایسی ٹھوکریں انکی اصلاح کا باعث بن گئیں جن کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔پھر اگر جماعت کی ضروریات کا دیکھا جائے تو ایسے ایسے رنگ میں مالی ضروریات بھی اللہ تعالےٰ نے پوری فرمائیں جب بھی ضرورت ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃوالسلام کے زمانے میں بھی اور خلفاء کے زمانے میں بھی۔اور ایسے لوگ جو اس طرح احمدی ہوئے وہ اپنے ایمانوں میں اکثر اوقات ان سے زیادہ مضبوط ہیں جتناکہ پیدائشی احمدی ہیں۔یہ واقعات اکثروبیشتر اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے تاکہ ہمیں بتا سکے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس مشن کو میں اپنے پیاروں کے ذریعے جاری کرتا ہوں اس کو پھیلانے کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔یہ تو میں اپنے بندوں پر خود بھی ظاہر کر سکتا ہوں۔ان کو راہ راست

پر لانے کے طریقے اور بھی ہیں۔اور اسی لئے وقتاً فوقتاً نمونے دکھاتا بھی رہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بندوں پر انحصار ہے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا۔تمہیں تو ثواب کا مستحق بنانے کے لئے، ان نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے، تمہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے یہ موقع دیا ہے کہ اگر تم زمانے کے امام پر ایمان لائے ہو تو اس کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کام میں میرے پیاروں کا ہاتھ بٹاؤ۔ جو تعلیم اس نے دی ہے اس پر عمل کرو اور اپنے نیک نمونے قائم کرو تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت کے انعاموں کا وارث بنایا جائے۔ورنہ خداتعالیٰ نے جو وعدے اپنے پیاروں سے کیے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص نے میری مدد نہ کی تو غلبہ کس طرح ہو گا۔یا اگر فلاں حکومت نے مخالفت کی تو میرے کام کیسے آگے بڑھیں گے، میری جماعت کس طرح پھیلے گی۔اگر چند لوگ وعدہ کر کے بھول بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی مدد کے لئے اور لوگ لے آتا ہے اور جماعت پیدا کر دیتا ہے۔ظالم حکومتوں سے بھی خود نپٹ لیتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اس قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے اور تقریباً ہر احمدی جس کا جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہے اس کو اس کا تجربہ ہے۔بہت سارے مواقع پر یہ اظہار ہوتے رہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآئِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے۔وہ ضرور بضرور اپنے وعدوں کے مطابق مددگار بھیجتا رہے گا، دین کے خادم بھیجتا رہے گا، دین کی نصرت کرنے والے بھیجتا رہے گا۔اور آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا فرما رہا ہے اور آئندہ بھی فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا۔انشاء اللہ۔لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے اور اپنے عملوں کو درست کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ ہمارا بھی ان رِجال میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ قبول کرتے ہوئے مسیح موعود کے مددگاروں میں شامل کرے گا۔ورنہ اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں،ہماری عبادتیں سوزوگداز سے بھری ہوئی نہیں ، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہتے رہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔اور دوسرے لوگ آکر یہ مقام لے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ تو اس طرح

قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو،انسانی حقوق ادا کرو،پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو۔

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے۔کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا،جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ،توپ،گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے،کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے ،تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔صحابہ کرام،جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکّا دکّا لے لیتا ہے۔نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔